لمحوں کے لیے سودا بازی پر اتر آتے ہیں، زیادہ بڑی مدت کے لیے انھیں اور بھی زیادہ گرایا اور پھانسا جا سکتا ہے۔ مقالہ نگار نے حماس کو یہودیوں کا کاشتہ اور پروردہ پودا قرار دیا ہے جو ان کے لیے مصیبت بن گیا۔ اسی طرح ان کے مطابق رفاہ پارٹی بھی ترک فوج کی سرپرستی میں برگ و بار لائی اس لیے کہ ۷۰ کے عشرے میں ترک بوناپارٹزم نے کمیونسٹ خطرے کے توڑ کے لیے اسے مناسب سمجھا تھا (ص ۵۴)۔ مغرب اور یہودیوں نے عرب قوم پرستی کو کبھی ایسا خطرہ نہیں سمجھا جیسا اسلامی جہادی قوتوں کو سمجھا۔ کامل الشریف کی **اخوان المسلمون فی حرب فلسطین** جہاد فلسطین کے آغاز کی مکمل داستان ہے۔ اس کے توڑ کے لیے حسن البنا کی شہادت اور اخوان کی جڑ کاٹ دینے کے لیے پوری تحریک پر مسلط کردہ طویل جنگ--- مقالہ نگار کو اپنی تحقیق کا رخ ادھر بھی کرنا چاہیے۔ جب فلسطین کی تحریک آزادی سیکولر قوم پرستوں کے ہتھے چڑھ گئی تو قل ابیب کو سکون ملا کہ ان سے معاملہ کرنا آسان ہے۔ بھگوڑی، مداہنت پسند اور سیکولر قیادت کے مقابلے میں اسلامی تحریک کا پھندا یہودیوں نے کیوں اپنی گردن میں ڈالا؟ اس الزام کی تشہیر سے مضمون نگار کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ان کے مطابق تو ترکی میں عدنان مندریس کو شہید کرنے والی کمال پسند فوج نے، صرف کیونسٹوں کا راستہ روکنے کے لیے اسی شہید کے تسلسل کو آگے بڑھایا۔ مقالہ نگار بتائیں کہ فوجی ادوار میں ان لوگوں کو اسلامی فکر کی تشہیر کے لیے کیا سہولتیں دی گئیں؟ کیا تحریکیں اس طرح کے ریاستی غض بصر اور نیم دلانہ پشت پناہی سے عوامی تحریکیں بنا کرتی ہیں کہ آج امریکی اور ترک **پینٹاگون** دونوں بدحواسی کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حماس اور رفاہ کے بارے میں ان کے خیالات اذیت ناک اور اس جدوجہد کے ساتھ مذاق ہیں۔ مقالہ نگار نے رفاہ پارٹی، جماعت اسلامی، پاس اور اردن کی اخوان کو جمہوری حزب اختلاف قرار دے کر فرمایا ہے کہ: "دوسرے قلیل تعداد کے انتہاپسند انقلابی، عسکری، تشدد . . . اور خفیہ اسلامی گروہ ہیں جو قومی اور بین الاقوامی دہشت گردی میں ملوث ہیں" (ص ۴۹)۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اسی جملے کی ظالمانہ ضرب کہاں کہاں لگی ہے۔ یہ ظلم عظیم ہے۔ یہ استدلال مغرب کا کوئی وفادار (یا مسلمانوں کا نادان دوست) ہی مغرب کو پیش کر سکتا ہے۔ میری رائے میں اس دل آزار مضمون کی اشاعت **ترجمان القرآن** میں نہیں ہونا چاہیے تھی۔

عبدالرشید سالک، کراچی

انڈونیشیا کے انتخابات (جون ۹۷) ہی کیا، انھی دنوں الجزائر اور ایران میں انتخابات ہوئے۔ اس سے قبل یمن میں ہوئے۔ ہم پاکستانی اخبارات کے قارئین کے حصے میں وائس آف جرمنی اور بی بی سی کے تبصرے ہی آتے ہیں۔ مسلم دنیا کے سلگتے مسائل غیر ملکی ایجنسیوں کا موضوع ہیں۔ کسی پاکستانی اخبار کو توفیق نہیں کہ اپنے نمایندوں سے ان اہم واقعات کی رپورٹنگ کروائے۔ یقیناً مسئلہ وسائل کا نہیں، دلچسپی اور اہمیت دینے کا ہے۔ ابھی حال ہی میں چیچنیا میں اسلامی نظام کے لیے بعض دور رس اقدامات کیے گئے ہیں۔ کسی اخبار یا ادارے کو اس کی صحیح خبروں